البقرۃ: 37 [تالیف: بنت عبد الشکور]

فَتَلَقّٰۤى اٰدَمُ مِنۡ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيۡهِ‌ؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيۡمُ

(پھر آدمؑ نے اپنے رب سے چند کلمے سیکھ لیے تو [اللہ نے مہربانی کرتے ہوئے] اِس پر توجہ دی، بے شک وہی بہت توبہ قبول کرنے والا، نہایت رحم کرنے والا ہے۔)

فَتَلَقّٰۤى اٰدَمُ مِنۡ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ (پھر آدمؑ نے اپنے رب سے چند کلمات سیکھ لیے)

فَتَلَقّٰۤى (ل ق ی) ← شوق اور رغبت کے ساتھ کسی کا استقبال کرنا اور اسکو قبول کرنا / کسی کے سامنے آنا / بتکلف کسی سے کچھ حاصل کرنا یا سیکھنا۔

یعنی آدمؑ نے غلطی کرنے کے بعد اپنے رب سے کچھ کلمات [كَلِمٰتٍ کی تنوین کی وجہ سے کچھ کا معنی کیا گیا] لے لیے۔ اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو توبہ کرنے کی کچھ دُعا سکھائی تو آدمؑ نے اُسے خوشی، شوق اور رغبت سے سیکھے، زبردستی نہیں لئے۔ کیونکہ انھیں اپنی بھول کے ازالے کی اور آخرت کے نقصان سے بچنے کی فکر تھی۔

بحرحال! اللہ اتنا رحم و مہربان ہے کہ اگرچہ انسان نے غلطی کی لیکن توبہ کیسی کی جائے وہ بھی اللہ ہی انسان کو سکھا رہا ہے۔ سبحان اللہ!

وہ کلمات کیا تھے؟ اِس کی تفسیر قرآن میں ہی ہے:

الاعراف: 23 ← رَبَّنَا ظَلَمۡنَاۤ اَنۡفُسَنَا وَاِنۡ لَّمۡ تَغۡفِرۡ لَنَا وَتَرۡحَمۡنَا لَنَكُوۡنَنَّ مِنَ الۡخٰسِرِيۡنَ (اے ہمارے رب! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے اور اگر تو ہمیں معاف نہیں کرے گا اور ہم پر رحم نہیں کرے گا تو ہم واقعی نقصان پانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔)

کچھ لوگوں نے آپؐ کے وسیلے کی موضوع حدیث بیان کی ہے کہ "آدمؑ نے محمدؐ کے وسیلے سے اللہ سے مغفرت مانگی... وہ [محمدؐ] نہ ہوتے تو تم بھی پیدا نہیں کیے جاتے"۔ اِس من گھڑت حدیث کو لے کر ایک اور فرقہ [ترمذی] نے محمدؐ کے نام کے بجائے علیؓ کا نام لیا۔ حالانکہ جو محمدؐ کے بارے میں من گھڑت حدیث بتاتے ہیں اسکی ترکیب عربی گرامر کے مطابق نہیں۔ اُس میں لَوۡلَاكَ کے الفاظ ہیں۔ اسطرح عربی زبان میں نہیں کہا جاتا بلکہ عربی زبان میں لَوۡلَا اَنۡتَ کہتے ہیں۔

فَتَابَ عَلَيۡهِ (پھر وہ [اللہ] اُن [آدمؑ] پر مہربان ہوا)

فَتَابَ (ت و ب) ← پلٹنا [گناہ کے بعد بندے کا نیکی کی طرف پلٹنا]، رجوع کرنا، واپس ہونا۔

فَتَابَ (ت و ب) ← اگر تَابَ، اِلٰی کے صیغے کے ساتھ آئے تو مطلب ہوگا بندہ کا اللہ کی طرف توبہ کرنا اور رجوع کرنا۔
اگر تَابَ، عَلٰی کے صیغے کے ساتھ آئے تو مطلب ہوگا اللہ تعالیٰ کا بندہ کی توبہ قبول کرنا یا مہربان ہونا۔
جب آدمؑ اور حوّاؑ نے وہ سکھائے گئے کلمات پڑھے تو اللہ اُن پر مہربان ہُوا۔

اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيۡمُ (بے شک وہی [اللہ ہی] بہت توبہ قبول کرنے والا، نہایت ہی رحم کرنے والا ہے۔)

اِس میں بہت زیادہ مبالغہ ہے:

1> اِس میں حرف اِنَّ کافی تھا لیکن هُوَ کی بھی ضمیر بھی لائی گئی [یعنی وہ، وہی]
2> التَّوَّابُ یہ "فَعَّالٌ" کے وزن پر مبالغہ کا صیغہ ہے [بہت ہی زیادہ توبہ قبول کرنے والا] [جب بھی ہم اللہ تعالیٰ کی صفات کا تذکرہ سنیں تو فوراً اُس صفت کے لحاظ سے دعا کریں]
3> اَلۡ یہ اَلَّذِی (وہ جو) کے معنی میں ہے۔
4> اِنَّ یعنی بے شک
5> الرَّحِيۡمُ یہ فعیل کے وزن پر مبالغہ کا صیغہ ہے۔ [نہایت ہی رحم والا ہے]

یعنی: بے شک وہ، وہی، وہی ہے جو بہت ہی زیادہ توبہ قبول کرنے والا، بہت ہی زیادہ رحم کرنے والا ہے۔
اللہ تعالیٰ صرف توبہ ہی قبول نہیں کرتا بلکہ توبہ قبول کرکے اپنے بندوں پر بہت ہی زیادہ رحم بھی کرتا ہے۔

بخاری: رسولؐ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ سے تم میں سے اُس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جس کا اونٹ مایوسی کے بعد اچانک اُسے مل گیا ہو حالانکہ وہ ایک چٹیل میدان میں گم ہو اتھا۔"

اِس لیے اگر کوئی گناہ ہو جائے تو گناہ پر گناہ نہ کرتے جاؤ بلکہ فوراً اللہ کی طرف پلٹو۔ توبہ کرو۔ اللہ کے سوا کون ہے جو گناہ معاف کر سکتا ہے؟!
پورا یقین رکھو کہ اللہ ہی بہت ہی زیادہ توبہ قبول کرنے والا ہے۔

(حدیث قدسی)
مسلم: "اے میرے بندو! تم رات دن گناہ کرتے ہو اور میں تمام گناہوں کو معاف کر دیتا ہوں۔ پس مجھ سے مغفرت مانگو، میں تمہیں معاف کر دوں گا۔"

اِس آیت سے اُن [نصاریٰ] کے اُس عقیدے کا بھی رد ہوتا ہے جو کہتے ہیں کہ چونکہ آدمؑ نے غلطی کی تو ساری آدمؑ کی اولاد گنہگار ہے۔ لہذا آدمؑ کی اولاد کی نجات اُس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک اُس کا کفارہ [Ransom] ادا نہ کیا جائے۔ اور وہ کفارہ اُن کے خیال میں یہ ہے کہ [نعوذ باللہ] اللہ کا اکلوتا بیٹا صلیب پر چڑھایا گیا تاکہ باقی انسانوں کے گناہوں کا کفارہ بن سکے۔ یہ بات تو عقل کو بھی نہیں لگتی۔
جبکہ قرآن میں صاف طور پر بتا دیا گیا کہ آدمؑ سے جو بھول ہوگئی تھی انھوں نے اُس کے لئے خود ہی توبہ کرلی اور پھر اُن سے اُن کی توبہ قبول کرلی گئی اور ساتھ ہی اللہ اُن پر بہت زیادہ مہربان ہوا۔
انسان پیدائشی طور پر گنہگار نہیں ہے۔ ہر انسان اپنا اپنا خود ذمہ دار ہے۔ قیامت کے دن ہر انسان اپنے اپنے اعمال کے مطابق جزا پائے گے۔

فاطر: 18 ← وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزۡرَ اُخۡرٰى (اور کوئی بوجھ اٹھانے والا [گنہگار] کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا)

ماں باپ کی غلطی اُن کے بچوں کے سزا کا ذریعہ نہیں بنے گی۔ یا کسی ایک انسان کے غلطی کی سزا دوسرے کو نہیں دی جائی اِلَّا یہ کہ کہیں سارے لوگ گناہ کر رہے ہو اور کوئی ایکدوسرے کو حق کی بات نہ بتائے اور گناہ سے نہ روکے تو پھر پکڑ ہوگی۔
اِسی طرح اگر بچے کوئی گناہ کرتے ہیں تو ماں باپ کی پکڑ نہیں ہوگی اگر ماں باپ نے اپنے بچوں کو ہدایت پر لانے کی کوشش کی ہوگی لیکن اگر ماں باپ نے کوشش نہیں کی، غفلت کی تو پھر ماں باپ کی بھی پکڑ ہے۔

خلاصہ اور اسباق: (البقرۃ 37 - 36):

1> شیطان ہمارا سب سے بڑا، بدترین، بہت خطرناک اور تجربہ کار دشمن ہے۔
2> ہمیشہ شیطان سے اللہ کی پناہ مانگیے اور اُس کی چالوں سے خبردار رہیے۔
3> زندگی بہت ہی مختصر ہے، شیطان کی پیروی کرکے اُسے برباد مت کیجیے۔
4> جب بھی ہم سے کوئی غلطی ہو جائے تو فوراً اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنا چاہیے۔ آدمؑ کو نبی ہونے کے باوجود توبہ کرنے کی ضرورت پڑی تو ہمیں تو بار بار توبہ کرتے رہنا چاہیے۔

Compiled by: Bint A. Shakoor
(As-Saajidoon)